فلسفۂ عباداتِ اسلامی
حضرت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

فلسفہ عباداتِ اسلامی

حضرت مولانا محمد عبد الحامد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ پاکستان شناسی لاہور

کتاب : فلسفۂ عباداتِ اسلامی

مصنف : مولانا محمد عبدالحامد بدایونی

پہلی و دوسری طباعت: مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

طبع جدید : ربیع الاوّل ۱۴۳۱ھ/فروری ۲۰۱۰ء

ضخامت : ۱۱۶ صفحات

تعداد : گیارہ سو

مطبع : اصغر پرنٹنگ پریس، لاہور

ناشر : ادارہ پاکستان شناسی، ۲۴/۲ سوڈھیوال کالونی، ملتان روڈ، لاہور ۵۴۵۰۰

فون: ۰۳۲۲-۴۰۰۵۹۵۲، ۰۴۲-۷۴۱۴۸۶۲

قیمت : ۱۲۰ (ایک صد بیس روپے)

ڈسٹری بیوٹرز

خان بک کمپنی، ۳-کورٹ اسٹریٹ، لوئر مال، لاہور فون: ۰۴۲-۷۳۲۵۴۶۳

اورینٹل پبلی کیشنز، ۳۵-رائل پارک، لاہور فون: ۰۴۲-۶۳۶۳۰۰۹

بیکن بکس، گلگشت، ملتان فون: ۰۶۱-۶۵۲۰۷۹۰، ۶۵۲۰۷۹۱

دارالعلوم نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا، دستگیر بلاک نمبر ۱۵، کراچی فون: ۰۲۱-۶۳۲۴۲۳۶

اظہارِ تشکّر

حدیث شریف میں آتا ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ''جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔'' اس ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل میں محبین ومخلصین کا شکریہ ادا کرنا دینی فرض سمجھتا ہوں۔ بالخصوص حضرت محمد زاہد القادری البدایونی زید مجدہٗ اور صاحبزادہ محمد شاہد عامر قادری کا کہ اِن ہی کی تحریک پر یہ اہم کتاب جو ایک عرصہ سے ناپید تھی اب قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔ یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ صاحبزادہ موصوف اپنے جدامجد مولانا بدایونی علیہ الرحمہ کی بعض تصانیف ''نظامِ عمل'' اور ''کتاب وسنت غیروں کی نظر میں'' وغیرہ پہلے ہی شائع کر چکے ہیں۔

مرکز مطالعات جنوبی ایشیا، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔ پاکستان کے پروفیسر جناب ڈاکٹر محمد جہانگیر صاحب تمیمی کا بصمیم قلب ممنون ہوں کہ انہوں نے پیش نظر کتاب کے ابتدائیہ کے لیے محترم پروفیسر ڈاکٹر سید قمر علی صاحب کا نام تجویز فرمایا، چنانچہ سید صاحب نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس پر مولانا عبدالحامد بدایونی ایک بالغ النظر مصلح کے عنوان سے وقیع اور فکر انگیز تحریر قلمبند کی، جس کے لیے ان کے تعاون کا دلی شکریہ ادا کرنا اپنا خوش گوار فرض سمجھتا ہوں۔

جناب راجا رشید محمود، مدیر ماہنامہ ''نعت'' لاہور کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جنھوں نے احقر کو استفادہ کے لیے موجِ نور کا نسخہ عنایت فرمایا۔

ولادت، ابتدائی زندگی

مملکت خداداد پاکستان کے قیام میں جن علمائے اسلام کی خدمات بہت نمایاں ہیں ان میں مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کا نام بے حد درخشاں نظر آتا ہے۔ آپ ۱۸۹۸ء/ ۱۳۱۸ھ میں بدایوں (یو۔پی) بھارت میں مولانا عبدالقیوم کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی ریل کے حادثے میں شہید ہوگئے تھے[1] اس لیے ان کی پرورش ان کے بردار بزرگ مولانا عبدالماجد بدایونی (م-۱۹۳۱ء) نے کی جو خود ایک بے مثال خطیب تھے۔ مولانا بدایونی نے مدرسہ شمس العلوم بدایوں سے سندِ فراغت حاصل کی اور مولانا شاہ مطیع الرسول اور مولانا عبدالمقتدر بدایونی رحمہ اللہ علیہم سے خلافت پائی۔ دس سال تک اِسی جامعہ شمس العلوم میں مدرس و مفتی کے فرائض انجام دیے۔

سیاسی زندگی کی ایک جھلک

سیاسی زندگی کا آغاز تحریکِ خلافت و ترکِ موالات[2] اور تحریک فلسطین سے کیا۔ ۱۹۱۸ء میں

---

[1] میرزا داغ دہلوی کے تلمیذ رشید جناب حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی نے یہ قطعۂ تاریخ وفات میں کہا۔

عالم کامل، طبیب نامدار	عبدِ قیوم آں وحید روزگار
از شہادت، منصب اعلیٰ گرفت	روح پاکش رافت در دارالقرار
ماتمی از فوت اُو اہل جہاں	نوحہ خواں اندر فراقش روزگار
تا بکے ایں گریہ نالہ تا بکے	تا بکے باشی حسنؔ تو اشک بار
صبر کن، تاریخِ رحلت خوش نویس	شد بجنت عالم عالی وقار
	۱۳ ھ ۱۸

[2] یہاں اس بات کا دھیان رہے کہ ترکِ موالات کے سلسلہ میں قرارداد خلافت کانفرنس، مسلم لیگ اور آل انڈیا نیشنل کانگریس کے خصوصی اجلاس منعقدہ کلکتہ میں ۶ ستمبر ۱۹۲۰ء میں جمعیت علماء ہند نے منظور کی۔ محرک مولانا ابوالکلام آزاد اور موید مولانا عبدالصمد مقتدری بدایونی تھے۔ ترک موالات ہندوستان پاکستان کی آزادی کے سلسلہ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ترک موالات یقیناً ۱۹۲۰ء کا ایک ملی مسئلہ تھا۔ 'متفقہ فتوے علماء ہند' طبع میرٹھ کے صفحہ ۱۵ پر مولانا بدایونی کے دستخط ثبت ہیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ سے وابستہ ہوئے۔ مولانا محمد علی جوہر (۱۸۷۸ء-۱۹۳۱ء)، مولانا شوکت علی (۱۸۷۲ء-۱۹۳۸ء) اور نواب اسمٰعیل خاں (۱۸۸۳ء-۱۹۵۸ء) کے شانہ بشانہ گراں قدر قومی خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۳۷ء کے مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں بھی شریک ہوئے۔ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں قائداعظم کی صدارت میں منعقدہ اجلاس میں شرکت کی اور قرار دادِ پاکستان کے حق میں ولولہ انگیز تقریر کی۔ ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء میں غیر منقسم ہندوستان کی سوادِ اعظم اہلسنّت کی منعقدہ سُنّی کانفرنس[1] بنارس میں شرکت کی اور آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے سیکریٹری نشر و اشاعت منتخب ہوئے۔ مذکورہ اجلاس میں اسلامی حکومت کے لیے لائحۂ عمل مرتب کرنے کے لیے جو تیرہ (۱۳) رکنی کمیٹی بنائی گئی، مولانا بدایونی اس کے جلیل القدر اور ممتاز اراکین میں شامل تھے۔ بنارس کانفرنس میں قائداعظم محمد علی جناح کی تائید اور حصول پاکستان کی حمایت کا واضح طور پر اعلان کیا گیا۔ نیز سُنّی کانفرنس کے ایک دوسرے اجلاس میں مطالبۂ پاکستان سے متعلق یہ تاریخ ساز فیصلہ کیا گیا کہ "اگر بالفرض مسٹر جناح مطالبۂ پاکستان سے دست بردار ہو بھی جائیں تو بھی سُنّی کانفرنس ہرگز پاکستان سے دست بردار نہ ہوگی، اور اپنا مطالبۂ پاکستان ضرور حاصل کرے گی۔"[2]

قارئین کرام کی دلچسپی کے لیے سُنّی کانفرنس میں پاس ہونے والی تجاویز[3] میں سے چند ایک کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے، جن کا تعلق پاکستان اور مسئلہ فلسطین سے ہے، ملاحظہ کیجیے۔

۱- آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پُر زور حمایت کرتا ہے، اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخِ اہلسنّت اسلامی حکومت کے قیام کی

---

[1] "قیام پاکستان کی جدوجہد میں سنّی کانفرنس کو جو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اور اس کانفرنس کے ہزار ہا علماء و مشائخ نے جس جس طرح قصبے قصبے، قریے قریے میں پاکستان کے حق میں رائے عامہ کو بیدار کیا۔ افسوس یہ ہے کہ تحریکِ پاکستان کے تذکرے لکھنے والوں نے اس کا نمایاں طور پر ذکر نہیں کیا۔" (راجا رشید محمود۔ صدر الشریعہ علامہ امجد علی رحمہ اللہ علیہ۔ ماہنامہ سلطان العارفین گکھڑ، نومبر ۱۹۷۶ء، ص ۱۲)

[2] اخبار دبدبہ سکندری، رامپور (جلد ۸۴، شمارہ ۲۲) مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۴۶ء، کالم بعنوان: "آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا فیصلہ"

[3] خطبہ صدارت جمہوریہ اسلامیہ از سید محمد محدث اشرفی، جیلانی کچھوچھوی۔ طبع اہل سنّت برقی پریس مراد آباد ۱۹۴۶ء، ص ۲۷

خطبات آل انڈیا سُنّی کانفرنس ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء (مرتب) محمد جلال الدین قادری۔ مکتبہ رضویہ، گجرات۔ طبع اوّل ۱۹۷۸ء، ص ۲۸۱

قائداعظم کے حکم پر صوبہ سرحد کے ریفرنڈم کے موقع پر نمایاں خدمات انجام دیں جس پر قائداعظم نے انہیں فاتح سرحد کے خطاب سے نوازا۔ سرحد اور سلہٹ کا ریفرنڈم جیتنے میں جس قدر حصہ علماء کرام کا ہے اس کا اندازہ اس دور کی تاریخ سے بخوبی ہو جاتا ہے۔

قائداعظم کے معتمد رفیق

سید سبط الحسن ضیغم کے بقول...... مسلم لیگ اور قائداعظم کے نزدیک مولانا بدایونی مرحوم کا کیا مقام و مرتبہ تھا، اس کے لیے یہی کافی ہے کہ قائداعظم ہمیشہ ان سے مشورہ کرتے، ان سے خط

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

آل انڈیا مسلم لیگ کے سیکرٹری جناب نواب زادہ خان لیاقت علی خان نے وفد کی روانگی سے قبل جلالۃ الملک عبدالعزیز بن سعود والی نجد و حجاز کی خدمت میں اس مضمون کا تار روانہ فرمایا:

"آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے تین (۳) علماء پر مشتمل وفد حجاز آنا چاہتا ہے جو حجاج کے ٹیکس اور تسہیلِ حجاج کے مسائل پر آپ سے تبادلۂ خیالات کرے گا۔" (وفد حجاز کی رپورٹ، صفحہ ٦)

وفد مذکورہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر جلالۃ الملک سے تفصیلی گفتگو کی۔ تسہیلِ حجاج کے لیے وفد نے متعدد تجاویز پیش کیں، ان میں سے اکثر کو قبول کر لیا گیا۔ ٹیکس کے متعلق وفد نے یہ موقف اختیار کیا۔ "کہ ہم زمانہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خلفائے راشدین و تابعین مہدیئین تک خیر القرون میں کہیں بھی اس کا ذکر نہیں پاتے، جس کو آج ٹیکس اور رسوم حکومت کے نام پر بیت الحرام میں باہر کے آنے والوں سے وصول کیا جاتا ہے۔" نفس ٹیکس کی حرمت کو جلالۃ الملک نے بھی تسلیم کیا اور فرمایا: "جن امور کی طرف وفد نے توجہ دلائی ہے، میں ان شاء اللہ اس پر عمل کروں گا۔ واللہ باللہ تاللہ ٹیکس اور جمرک (کسٹم) حرام ہے حرام ہے...... مگر میں وفد کے ارکان اور دنیائے اسلام سے کہتا ہوں کہ مجھے اس بلا سے چھڑاؤ یہ بڑا گناہ ہے جو میرے سر پر ہے...... یہ روپیہ میں لے کر ان شیوخ پر تقسیم کرتا ہوں جو راستہ میں لوٹ مار کرتے تھے (جو شیوخ سامنے بیٹھے تھے ان کی طرف اشارہ کیا) اگر ایسا نہ کروں تو لوٹ مار کریں گے...... میں پھر کہتا ہوں کہ ٹیکس کا لینا حرام ہے، مگر ان شیوخ کو کثیر رقم دینے کا کہاں سے انتظام کروں۔"

وفد کے اراکین نے آخر میں مکہ معظمہ میں قیام کے دوران ممالک اسلامیہ کے زعماء و اکابر علماء کا اجلاس طلب کر کے انہیں کفار و ملاحدہ عالم اور مستعمرین کی سازشوں سے خبردار کرتے ہوئے اس امرِ عظیم (اتحاد و اخوت) کی طرف بھی توجہ مبذول کروائی اور فرمایا: "اگر چہ یہ اجتماع (فریضۂ حج) بغرض عبادت ہوتا ہے، لیکن مسلمانانِ عالم کو زنجیر اتحاد میں وابستہ کر دینے کا بھی واحد ذریعہ ہے اور وحدتِ اسلامی کا اسی میں راز مضمر ہے۔ اگر مسلمانانِ عالم توجہ کریں تو شریعت غرا کی روشنی میں سیاسی، علمی، معاشی امور میں تبادلۂ خیال کرتے ہوئے حج سے بہترین فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔"

(وفد حجاز کی رپورٹ، شائع کردہ مجلسِ عمل آل انڈیا مسلم لیگ، دہلی۔ البیان، مطبوعہ میرٹھ ۱۹۴۶ء۔ اخبار دبدبۂ سکندری، رام پور ۱۰ جنوری ۱۹۴۷ء)

وکتابت جاری رہتی اور مسلم لیگ کا کوئی ایسا اجتماع دکھائی نہیں دیتا جس میں انہیں تقریر کے لیے دعوت نہ دی گئی ہو چنانچہ ۲۸ راپریل ۱۹۴۴ء کو ہونے والے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجتماع میں بھی شرکت کی، جو سیالکوٹ میں ہوا۔ اور مسلم لیگ کی تاریخ میں یہ اجتماع ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، اس اجلاس میں مولانا بدایونی نے جو تقریر کی اس اجتماع کے عینی شاہدین آج بھی اس پر رطب اللسان ہیں۔ مولانا نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

> ”عصرِ حاضر کے تقاضوں کا بنظرِ عمیق اندازہ کریں اور اس حقیقت کو سمجھیں کہ قومی تشخص کو اجاگر کر کے کامل اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت درپیش ہے۔ اس لیے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اور باہمی اختلافات کو ختم کر دیں، اپنی اجتماعی کاوشوں سے پاکستان دشمن طاقتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ یہ جنگ اسلامیانِ ہند کی دینی اور سیاسی جنگ ہے۔ آزاد اور خود مختار اسلامی مملکت کے قیام کی جنگ ہے۔ جس کی کامیابی سے مسلمانوں کو ایک ایسا خطۂ زمین ہاتھ آئے گا جہاں وہ آزاد فضا میں اپنے دینی شعائر سے عہدہ برآ ہونے کے لیے شریعتِ اسلامیہ کو جاری و ساری کرنے کے مکمل طور پر مختار و مجاز ہوں گے۔“ [1]

الغرض تحریکِ آزادئ ہند میں عموماً اور تحریکِ پاکستان میں خصوصاً ہمارے علما کا رول نہایت وقیع اور بلاشبہہ تاریخ ساز ہے، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ علما کے رول پر کوئی مبسوط اور مخصوص

---

[1] مذکورہ بالا اقتباس، خواجہ محمد طفیل کی تالیف ”تحریکِ پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار“ سے ماخوذ ہے۔ ۱۹۸۷ء میں اس کتاب کو ادارہ مطبوعاتِ تحریکِ پاکستان، سیالکوٹ نے شائع کیا تھا اور یہ حوالہ اس کے صفحہ ۱۰۶ اور ۱۰۷ پر موجود ہے، لیکن احقر راقم حروف کو اس بات نے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا کہ 'مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ، حیات، خدمات، تعلیمات' (طبع ضیاء القرآن پبلی کیشنز، بار اوّل، ۲۰۰۲ء) کے مصنف اور 'تحریکِ پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار' (شائع کردہ: تحریک ورکرز ٹرسٹ، لاہور، ۲۰۰۸ء) کے مرتب (محمد صادق قصوری صاحب) نے صفحہ ۸۶ اور ۳۲۱ پر بالترتیب مولانا بدایونی کی تقریر کو مولانا عبدالستار خان نیازی کے کھاتہ میں ڈال دیا ہے۔ ذہن نہیں مانتا کہ قصوری صاحب نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہوگا۔ اگر یہ سہو بھی ہے تو غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل کا بے مثال مظاہرہ ہے۔ ہم اس کے سوا کچھ نہیں چاہتے کہ قصوری صاحب اپنی اصلاح فرمالیں تاکہ نئی نسل تک صحیح معلومات پہنچ سکیں۔